TQ Class Lesson 43 Surah Al-Imran 78-91 tafseer

تفسیر سورۃ آل عمران 78-91

آیت نمبر78

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

ترجمہ: اُن میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہوئے اس طرح زبان کا الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب ہی کی عبارت ہے، حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہوتی، وہ کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا، وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں

اس آیت میں یہودیوں کی ایک اور چال بازی کا ذکر ہے- خطیبوں کی عموماً یہ عادت ہوتی ہے-کہ وہ کتاب اللہ کی آیات کو تو خوب خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے ہیں - اور اس کے معنی اور تشریح عام گفتگو کے لہجے میں کرتے ہیں- اور اگر وہ معنی اور تشریح کے الفاظ کی ادائیگی بھی اسی لب و لہجہ میں کریں ،جیسے وہ کتاب اللہ کی کرتے ہیں- تو کیا ہوتا ہے ؟ کہ سننے والا یہ سمجھتا کہ یہ خود سے الفاظ کے معنی بیان کر رہے ہیں -اور یہ بھی اللہ کی کتاب ہی کا حصہ ہے- اگر یہ اللہ کی کتاب ہی کا حصہ ہوتا ۔تو اس سے لوگوں کو بعض اوقات فریب ہو جاتا ۔ دوسری بات 'قرآن کی بات اللہ کی الہامی کتاب کی بات میں شامل ہوتی ہے ۔ اس میں یہودیوں کا ذکر ملتا ہے -کہ کتابِ الٰہی تورات میں نہ صرف انہوں نے تحریف کی- بلکہ ان کے دو جرم اور تھے- ایک یہ کہ زبان کو مڑوڑ کر کتاب کے الفاظ پڑھتے - جس سے عوام کو یہ تاثر ملتا -کہ جو کتاب میں ہے اس سے ہٹ کر ہے- اس میں وہ کامیاب ہو جاتے- اور دوسرے وہ اپنی خودساختہ باتوں کو **مِنْ عِندِ اللَّهِ** کہتے-اور آج ہمارے رسول اللہ ﷺ کی امت میں بھی بعض لوگ اب یہ کام کر رہے ہیں-

حدیث: کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر اپنے مذہبی پیشواں کے لیے یہ پشینگوئی کی تھی -کہ تم اپنے سے پہلی امتوں کی قدم بہ قدم پیروی کروگے-

بکثرت ایسے لوگ جو دنیا کے فائدوں کے لیے یا اپنی کسی جماعتی تعصب یا فقہی جماعت کی وجہ سے وہ قرآن کریم کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں- قرآن کی آیت پڑھتے ہیں۔مگر مسئلہ اپنی مرضی سے بیان کرتے ہیں ۔عوام یہ سمجھتے ہیں -کہ مولوی صاحب نے یا عالم صاحب نے جو مسئلہ بیان کیا ہے- یہ قرآن سے بیان کیا ہے- حالانکہ اس کا قرآن سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا- رسول اللہ ﷺ کی ہمیں احادیث سے پتا چلتا ہےکہ'اہل کتاب کیا کرتے تھے؟ حطۃ کو حنطۃ اور راعنا کو راعینا کہتے- اسی طرح سے مسلمانوں میں ایک فرقہ ہے ۔جو رسول اللہ ﷺ**کو** بشر نہیں مانتا ۔وہ کہتا ہے کہرسول اللہ ﷺ انسان نہیں تھے -اور وہ **قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** اس کو وہ اس طرح پڑھتے ہیں- کہ **إِنَّمَا** کے لفظ میں معمولی سی تحریف کر کے اکٹھا پڑھتے ہیں- ایک لفظ کے دو الفاظ بناتے ہیں **إِنَّ مَا** اور پھر اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ "اے نبی کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں **أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** تم جیسا انسان - آپ غور کریں -کہ وہ لوگوں کو بتاتے ہیں ۔ یہاں پر بھی اللہ رب العزت جو بات بتا رہے ہیں- وہ یہ کہ

ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں- جو کتاب پڑھتے ہوئے اس طرح زبان کا اُلٹ پھیر کرتے ہیں- کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہی- وہ کتاب ہی کی عبارت ہے ۔حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ زبان کی گردش سے بات کو کچھ کا کچھ بنا دینا- اس سے قرآن کے اندر تبدیلی ہو جاتی ہے-معنی کے اندر تحریف ہو جاتی ہے۔

حدیث : رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک دفعہ کچھ یہودی آئے تھے -تو انہوں نے کہا **السام علیکم** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوگئیں -اور کہنے گئیں- کہ تمہیں موت آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ تم نے اتنا ہی کیوں نہیں کہ دیا۔ **وعلیکم** ،بس تم پر وہی کچھ ہے- جو تم نے کہا ۔

اس کے معنی سلامتی کے بجائے موت کے ہیں- ہلاکت کے ہیں ۔یہاں پر یہودیوں کی ایک اور چال کا ذکر کیا جا رہا ہے ۔کہ وہ زبان کا اس طرح اُلٹ پھیر کرتے ہیں ۔کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں -وہ کتاب ہی کی عبارت ہے -حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہے ۔**وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ** وہ کہتے ہیں- کہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں -یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے- حالانکہ وہ اللہ ﷻ کی طرف سے نہیں ہوتا **وَيَقُولُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ** اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی بات اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ یہاں جو بات ہمیں پتا چلتی ہے۔کہ جو بات قرآن میں اللہ ﷻ نے نہیں کہی ، وہ ہمیں نہیں کہنی چاہیئے- اور اللہ ﷻ کی طرف اس کو منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ بعض اوقات ہمیں پتا نہیں ہوتا -اور ہم لوگوں کو ہر عام بات بھی کہتے ہیں -کہ قرآن میں ہے ۔ ہم نے گویا کہ اللہ ﷻ کے نام سے وہ بات کر دی ہے ۔جو اللہ ﷻ نے قرآن میں ان الفاظ میں نہیں کہی۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں- کہ دین اسلام کے اندر یہ چیزیں آئی ہیں یا رسول اللہ کی سیرت سے یہ پتا چلتا ہے--لیکن جو اس کے تحت نہیں ۔ ہم ان کو قرآن میں شامل نہیں کر سکتے ۔ اس کے لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے ۔قرآن کی تلاوت کر رہے ہوں ،قرآن کا درس دے رہے ہوں -سیکھ رہے ہوں یا سکھا رہے ہوں ۔ اوراعراب کی بات ہو یا اس کے معنی کی یا تفسیر کی بات ہو 'کچھ بھی ہو -اس کو بیان کرتے وقت بہت احتیاط کرنا چاہئے ۔جس کو علم نہیں ہے ایسا نہیں ہو سکتا ۔کہ وہ اپنی مرضی سے قرآن کی تفسیر کرتا جلا جائے ۔عام دنیا میں بھی ہمیں کوئی علاج کروانا ہو تو ہم ڈاکٹر کے پاس پاس جاتے ہیں-جس کے پاس علم ہوتا ہے - کسی ڈسپینسر کے پاس کسی عام شخص کے پاس نہیں جاتے -

نیم حکیم خطرہ جان ،

نیم ملا خطرہ ایمان۔

آیت نمبر79

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

ترجمہ: کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو.

یہ آیت عیسائیوں کےضمن میں ہے ۔انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا لیا تھا۔ حالانکہ وہ ایک انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں - وہ انسان تھے ۔انہیں کتاب، حکمت، بصیرت کے احکامات اوامرونواہی عطا کیے گئے تھے ۔اور نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ۔کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پجاری اور بندے بن جاؤ ۔وہ تو یہ ہی کہے گا۔ کہ رب والے بن جاؤ ۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو حکم دیا ہو ۔اور وہ اس حکم کے خلاف لوگوں سے کوئی عمل کروانا چاہیں ۔آپ یوں سمجھ لیں ۔کہ یہ ان تمام غلط باتوں کی تردید ہے ۔جو دنیا کی مختلف قوموں نے اللہ کی طرف سے آئے پیغمبروں کی طرف منسوب کی ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ۔کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے- کچھ کہتے ہیں ہر اس پیغمبر کے بارے میں جو اللہ کی طرف سے آیا- اس نے آ کر اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو جب لوگوں میں پھیلایا ۔اورپھر لوگوں نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کتابوں کی تعلیمات میں اپنی طرف سے کچھ غلط باتیں شامل کر دیں۔ ان غلط باتوں میں یہ بھی تھی- کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے اللہ یا اللہ کا بیٹا بنا لیا۔ الوہیت میں شامل کیا۔ ایسی کوئی تعلیم جو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی اور پرستش سکھاتی ہو ۔اور کسی بندے کو بندگی کی حد سے اٹھا کر خدائ کے مقام تک لے جاتی ہو۔ وہ ہرگز کبھی پیغمبر کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ جہاں کسی مذہبی کتاب میں یہ چیز نظر آئے ۔کہ پیغمبر کے مقام کو بندے کے مقام سے اٹھا کر خدا کے مقام پرپہنچا دیا گیا ہو۔ تو سمجھ لیجیے کہ یہ لوگوں کی اپنی تحریفات کا نتیجہ ہے ۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام ہیں ۔کتاب کی تعلیمات کا تقاضہ ہے ۔کہ پیغمبر اس کی تعلیم دے گا۔ خود سے تزکیہ کرے گا۔ اور کسی بشر کے لئے یہ جائز ہی نہیں ہے ۔ کہ لوگوں سے کہے کہ تم مجھے ہی معبود بنا لو۔   وَلَٰكِن كُونُواْ رَبَّٰنِيِّـۧنَ وہ تو یہی کہے گا ۔کہ تم ربانی بنو۔ بِمَا كُنتُمۡ تُعَلِّمُونَ ٱلۡكِتَٰبَ یہ کتاب کی تعلیم کا تقاضہ ہے ۔ جسے تم بھی پڑھتے اور پڑھاتے ہو ' سیکھتے ہو اور سکھاتے ہو ۔ یہاں پر خاص طور پر نصاری کی طرف اشارہ ہے ۔کہ انہوں نے خود سے اللہ کے بجائے اللہ کے بندے حضرت عیسیٰ علیہاالسلام کو اللہ بنایا ہے ۔ اور اپنے پاس سے بدعات اور تحریفات کو انجیل میں شامل کیا ۔ اللہ تعالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے براءت نازل فرما رہے ہیں ۔کہ وہ میرا پیغمبرہے- میں نے اس کو نبوت دی رسول بنایا-میں نے اس کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دی ۔تو ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ کہ وہ لوگوں سے کہتا کہ وہ اللہ کی بندگی کے بجائے پھر ان کو اپنا غلام بنا لے۔ یہ ایک پیغمبر پر تہمت تو ہو سکتی ہے ،اس سے بڑھ کر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ جو حامل کتاب ہے ۔اور نبی ہے، وہ یہی دعویٰ کرۓ گا ۔کہ لوگوں خدا پرست بن جاؤ ۔ربانی بن جاؤاللہ والے بن جاؤ۔ اس سے ایک اور عمل کے لیے اصول ملتا ہے؟ کہ حصولِ علم ہو یا تعلیم دی جا رہی ہو-سیکھا جا رہا ہو یا سکھایا جا رہا ہو ۔اس سب کا تقاضہ ہے کہ انسان ربانی بنے ۔ نیت یہ ہو کہ تعلق باللہ ٹھیک ہو ۔اور اگر کوئی شخص جہاں سے نکلے وہی کا ہو جائے ۔ شخصیت پرستی ہو۔ دین میں تبدیلی ہوتو اس کا مطلب ہے۔ پھر عمر ضائع کر دی دین نہیں سیکھا۔ اس لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے پتہ چلا کہ انہوں نے ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگی ہے ۔جو نفع نہ دے۔

حدیث: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لاَ يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ

ترجمہ : اے اللہ! میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے ایسا دل جس میں خشوع نہ ہو ۔ اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعوت جو کہ قبول نہ ہو ۔

آیت نمبر 80

ولا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ

ترجمہ: وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنا لو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو۔

اس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

اسیری کا مطلب ہوتا ہے قید ہونا رہائی کا مطلب ہوتا ہے آزاد ہونا ۔ جب ہم لاالہ اللہ پڑھتے ہیں۔ پیغمبر جب آیا- اس نے توحید کی دعوت دی-تو اس نے اللہ کا بنا کے چھوڑ دیا۔ تو ہم سمجھ رہے ہیں کہ اب تو عام غلامیوں سے آزادی ہو گئی-لیکن یہ کیا اسیری ہے، کیا رہائی ہے ؟ ہم تو قید ہو گئے۔ ایک خدا کی خدائی میں ۔ توحید کے علم بردار بن گئے-اب باقی ساری غلامیوں سے نجات مل گئی ۔

سو خداوند ملے ایک سے ایک سجدہ طلب
انسان سخت مراحل سے خدا تک پہنچا

ایک اللہ کی بندگی کی دعوت ہو تو انسان آزاد ہو جاتا ہے اور انسان اسیر بھی ہو جاتا ہے-ایسا ہو نہیں سکتا کہ پیغمبر حکم دے-کہ لوگو! تم فرشتوں کو خدا بنا لو- یا پیغمبروں کو ہی خدا بنا لو۔ نبی کسی بھی معاشرے میں سب سے اچھے ہوتے ہیں۔ انبیاء معصوم عنِ الخطا ہوتے ہیں -صورت اور سیرت کردار کے لحاظ سے اعلی۔ تو جب نبی رب نہیں بن سکتے- تو عام انسان کے اندر اللہ کی صفات کیسے ہو سکتی ہیں؟ کہ انہیں غیب کا علم ہے،-وہ بیٹا دے سکتے ہیں، وہ مشکل کشا ہو سکتے ہیں۔ وہ دعائیں سن سکتے ہیں باتوں کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی پیغمبر یہ حکم دیتا ہے -کہ فرشتوں کو الہ بنا لیا جائے۔ فرشتوں کو مشرک اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے ۔ تو بات یہودیوں کی ہو عیسائیوں کی یا مشرکوں کی یا مسلمانوں کی ہو۔ سب کو یہ بات بتائی جا رہی ہے -کہ کبھی بھی کوئی پیغمبر ہرگز یہ بات نہیں کہے گا ،کیونکہ اُس کے مقام سے اُس کے مقصد سے یہ بات بڑی اونچی ہے ۔
حدیث : جب نجران کے عیسائی آپ ﷺ سے بحث و مناظرہ کرنے آئے -تو یہود ان کے ساتھ مل گئے -اور کہنے لگے کہ آپ ﷺ **کی** پرستش کی جائے۔ کسی صحابی نے آپ ﷺ **سے** پوچھا !کہ رومی اور ایرانی تو اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں -کیا ہم بھی آپ ﷺ کو سلام کی بجائے- سجدہ نہ کیا کریں- تو آپ ﷺ **نے** اس بات سے سختی سے منع فرمایا۔

مفہوم حدیث : فرمایا !اللہ کے سوا اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا- تو میں بیوی کو حکم دیتا ۔کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے -کیونکہ شوہر کا بیوی پر بہت حق ہے ۔ **روایۃ ترمذی**

- یہاں ان ساری باتوں کی تردید ہے- جوقوموں نے خود اپنے پیغمبروں کی طرف منسوب کر کے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ بات شامل کر دی ۔ کہ فلاں پیغمبر یا فرشتہ کو معبود مانا جائے- اس کی پوجا کی جائے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -کہ ایسا نہیں ہو سکتا ایسی تعلیم جو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی سکھائے- وہ کسی پیغمبر کی تعلیم نہیں ہو سکتی- یہ لوگوں کی اپنی گھڑی ہوئ باتیں ہیں ۔
اچھا ایک بات یاد رکھئے گا -سجدے کا حکم نہیں دیا گیا -لوگ کہتے ہیں شوہر جو کہتا ہے- ہم نے وہی کرنا ہے ۔ کرناتو ہے- مگر وہ جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہو- اگر اس سے ہٹ کر ہو پھر کسی کا کہنا نہیں ماننا- کسی کی ایسی اطاعت جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو -وہ اطاعت جائز نہیں ہے -اور یہاں بھی سجدے کا حکم نہیں دیا گیا- کچھ لوگوں کو یہ یاد ہے- کہ وہ مجازی خدا ہے -مگر حقیقی خدا ایک ہی خدا ہے- پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں ۔

آیت نمبر 81

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

ترجمہ: یاد کرو، اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ، "آج ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت و دانش سے نوازا ہے، کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اُسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے، تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی" یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا، "کیا تم اِس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟" اُنہوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے فرمایا، "اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

ہر پیغمبر سے اللہ نے یہ عہد لیا ہے ۔ کہ آج ہم نے تمہیں جو کتاب و حکمت اور دانش سے نوازا ہے اگر اسی طرح کی کوئی تعلیم لے کر کوئی دوسرا رسول آتا ہے -جو تمہاری تعلیم کی تصدیق کرتا ہے -جو تمہارے پاس موجود ہے- تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا -اور دوسری بات کہ اس کی مدد بھی کرنی ہوگی- یہاں ایک بات اور ہمیں سمجھنی چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے تو ہر نبی سے یہ عہد لیا جاتا رہا -لیکن رسول اللہ ﷺ سے ایسا کوئی عہد نہیں لیا گیا-نہ قرآن میں پتا چلتا ہے، نہ حدیث میں کہ آپ ﷺ **سے** بھی کوئی عہد لیا گیا ہو کہ آپ ﷺ **کے** بعد کوئی اور پیغمبر آنے والا ہے -کیونکہ آپ ﷺ **خاتم** النبیین ہیں- آپ ﷺ آخری نبی ہیں- تو اب مسلمان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے- کہ نبی ﷺ **کے** مشن پر ایمان لائیں- اس کا ساتھ دیں اور مدد بھی کریں -ہر نبی جو پہلے آیا وہ اپنے نبی کا پیش رو ہوتاتھا ۔ اس کی مدد کرتا تھا اور اس کے مشن کو آگے بڑھاتا تھا- اور اب کیونکہ کوئی پیغمبر نہیں آنا تو امتِ مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے -کہ اسی چیز کو لے کے آگے چلیں- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں -کہ یہ عہد ہر ایک سے لیا گیا ہے -پھر - فرمایا **قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ** کہ تم اس کا اقرار کرتے ہو؟ اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو - اور یہ کتنا بڑا اقرار ہے جو اللہ جل جلالہ نے پیغمبروں سے لیا -کہ جو بھی نبی ان تعلیمات کی تصدیق کرے گا- تو وہ اس پر ایمان بھی لائیں گے- اور ساتھ مدد بھی دیں گے -تو انہوں نے کہا **قَالُوا أَقْرَرْنَا** انہوں نے کہا! ہم اقرار کرتے ہیں- یہ میثاق ہے وعدہ ہے جو ہم کررہے ہیں-**قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ** اللہ جل جلالہ نے فرمایا !اچھا تو گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں -اس کے بعد جو اپنے عہد سے پھر جائے -تو وہ ہی فاسق ہے- اب یہاں پر اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو متنبہ کر رہے ہیں -کہ اگر تم اللہ کے عہد کو توڑتے ہو ،اور

رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے ہو ، ان کی مخالفت کرتے ہو تو تم اس میثاق کی خلاف ورزی کر رہے ہو- جو تمہارے انبیاء سے لیا گیا تھا ۔جب نبی اپنے سے پہلے نبی کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہے- ایمان لاتا ہے -ساتھ دیتا ہے -تو ان کی قوموں کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے -کہ اللہ پر ایمان لائے اور نبی کا ساتھ دے ۔تو اگر اب اہل کتاب میں سے یہودی اور نصاری اس کا انکار کرتے ہیں۔تو وہی فاسق ہیں۔

آیت نمبر 82

فَمَن تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

ترجمہ: اس کے بعد جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے.

مسلمانوں کے لئے یہاں پیغام ہے۔ کہ ہم اللہ پر ایمان لائیں اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں اور آپ کی تعلیمات پر ایمان لائیں اور پھر آپ کے مشن کا ساتھ دیں۔ رسول اللہﷺ کی بہت سے سنتیں ہیں- آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں، آپ کو اپنا مثالی نمونہ بنائیں ۔ہمارے لیے مثالی نمونہ کوئی فلمی اداکار نہیں ہو سکتا - کوئی کھلاڑی نہیں ہو سکتا- کوئی دنیا کی دوڑ میں بھاگنے والا نہیں ہو سکتا -کوئی حریص اور لالچی نہیں ہو سکتا- دنیا کے پرستار نہیں ہو سکتے -بھلے سے ہمیں وہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ لگتے ہوں - ہر چمکنے والی چیز ہمیں بہت اچھی لگتی ہے- مغرب کی قدریں ہوں۔ مغرب کا رسم و رواج ہو یا اور کوئی چیز -یہ بناوٹ یہ جھوٹے رنگ ریال کتنے ہی ہمیں اچھے کیوں نہ لگیں - قرآن اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ اور انہی پر ہمیں ایمان لانا چاہیے ۔ اور ان کا ساتھ دینا چاہیے -اور ساتھ دینے کیلئے وقت نکالیں -آپﷺ کے مشن کو سمجھیں -آپ ﷺ نے قرآن کی تعلیم دی ۔لوگوں کو قرآن سکھایا- دوسری بات کہ پورے 23 سالہ دور جو نبوت کا دور ہے۔ پورا وقت لوگوں کو دین کا پیغام دیتے رہے- اور ہمارا حال یہ ہے-کہ خود چند فٹ کے انسان پر بھی دینِ اسلام نافذ نہیں ہے-کسی اور کی بات کیا کریں- اپنا گھر اسلام کا قلعہ نہیں ہے۔ اپنے چند فٹ کے انسان پر اسلام کو نافذ کریں -ایمان لائیں اور اپنے گھر کو اسلام کا قلعہ بنائیں -اور اس کے ساتھ اس دعوت کو آگے بڑھائیں -

آیت نمبر 83

أَفَغَيْرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُۥٓ أَسْلَمَ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چار و نا چار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے؟

لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں -لوگ کیوں اطاعت نہیں کرتے -لوگ کیوں دینِ اسلام کو قبول نہیں کرتے ؟ یہودی، عیسائی، مشرک سب سے کہا جا رہا ہے -مسلمانوں سے بھی پوچھا جا رہا ہے- کہ ایمان لانے کے بعد پھر تم مسلم کیوں نہیں ہوتے ؟ حالانکہ آسمان و زمین کی ساری چیزیں چاہتے نہ چاہتے ہوئے اللہ ہی کی تابع فرمان ہیں - اسی کی طرف سب کو پلٹ جانا ہے -یہاں پر اس آیت میں تین اہم پیغام ہیں **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ** کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام پسندیدہ ہے -

دوسری بات توحید کی دعوت ،اور تیسری بات آخرت ہے۔ **وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ** ۔ انسان اشرف المخلوقات میں سے ہے ذی شعور ہے۔ اللہ تعالی نے تاروں بھری رات اور جگمگ جگمگ کرتے ستارے چاند سورج آبشاریں گرتا ہوا رم جم 'رم جم کرتا پانی ،اور چلتی ہوئی ہوائیں' کھلتے ہوئے پھول چہچہاتے پرندے بدلتے ہوئے موسم پتھر جو رنگ رنگ کے ہیں ۔ افسوس کہ ہم سے یہ بندگی نہ ہو سکی۔ آپ اپنے بچوں کے لئے کتنی محنت مشقت کرتی ہیں -رات رات بھر جاگتی ہیں- ہر طرح کی ان کی کھانے کی ضروریات خواہشات کو پورا کرتی ہیں۔ کپڑے ملبوسات ان کو گھمانا ،کھلونے کوئی چیز نظر آجائے کہیں مل جائے ،آپ سوچتے ہیں کسی طرح میرے بچے کو مل جائے ۔ پکنک پر لے کے جانا ۔لیکن آپ کہتے ہے؟ ہو تم میرے ۔یہ نہیں ہو سکتا-کہ آپ سب کچھ بچوں کو دیں- ساری ضروریات ان کی پوری کریں- اور بچے ہمسائیوں کا کہنا مانیں۔ آپ ان کوکیا بتاتے ہیں-آپ کی ماں کون ہے؟ آپ برداشت نہیں کرتے- اس بات کو کہ بچہ آپ کی بات نہ مانے ۔ جب آپ اس کی ساری ضروریات پوری کرتے ہیں -تو آپ کا دل بہت بوجھل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں؟ ساری دنیا انسانوں تمہاری ،لیکن تم میرے بن جاؤ۔ہم بچوں کا ہو کے رہ گئے- دنیا کی لذتیں دنیا کی جو رعنائیاں اور حسن اسی کے ہوکے رہ گئے ۔ کیا کبھی سوچا ۔

کہ **وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔**

اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے -اور زمین میں ہے **طَوْعًا وَّكَرْهًا** چاہتے نہ چاہتے

سورج چاند ستارے ہوائیں فضائیں ساری کائنات سب اللہ کی بندگی کرتی ہے -تو ہونا کیا چاہیے تھا ۔کہ ذی حس اور ذی شعور انسان بھی اللہ کی بندگی کرتا- اپنا اختیار اللہ کو دے دیتا - کیا انسان سمجھتا ہے؟ کہ اس کوفرار مل جائے گی۔ کہیں بھاگ جائے گا نہیں **وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ** اسی کی طرف تو لوٹ کر جانا ہے ۔کہاں بھاگ کر جاؤگے ۔اگر دین اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہا- تو لوگو! کوئی فرار کی جگہ نہیں ہے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آیت نمبر 84

قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ

ترجمہ: اےنبی ﷺ ! کہو کہ "ہم اللہ کو مانتے ہیں، اُس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے، اُن تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر نازل ہوئی تھیں اور اُن ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں"

یہاں پر یہ بات بتائی جاری ہے -کہ اے محمد ﷺ آپ پکار دیجئے-کہ جب تمام کائنات اور کائنات کی ہر چیز کا دین اسلام ہے۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی ہے- تو اس کائنات کے اندر رہتے ہوئے- پھر ہم اسلام کو چھوڑ کر کہاں جائیں ۔ہمارا دین بھی اسلام ہے۔**آمَنَّا بِاللَّهِ** ہم اللہ پر ایمان لائے -اور ہم ان تمام

تعلیمات پر ایمان لاتے ہیں ۔جو پیارے رسول ﷺ پر نازل کی گئی ۔اور جو اس سے پہلے تمام پیغمبروں پر نازل کیا گیا۔ اور ساتھ یہ بھی بتایا۔کہ یہ اعلان کر دو۔ اے محمد ﷺ کہ ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے۔کہ کسی نبی کو مانیں۔ اور کسی کو نہ مانیں۔ کسی کو جھوٹا کہیں۔ اور کسی کو سچا۔ کوئی تعصب نہیں ہونا چاہئے - دنیا میں جہاں بھی اور جب بھی ۔جس بھی علاقے میں اللہ کا کوئی بندہ اللہ کی طرف سے حق لے کر آیا۔تو پیارے رسول ﷺ کو سکھایا گیا ۔کہ آپ اس کے حق ہونے کی گواہی دیں۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔ اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں اللہ تعالیٰ یہ بھی بتا رہے ہیں ۔کہ تمام کائنات کا دین اسلام ہے ۔اور دوسری طرف یہ کہ

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

اسلام انسان کی سیرت و کردار کی تبدیلی کا نام ہے۔ سلامتی ہے۔کہ جو کوئی اسلام پر عمل کرتا ہے ۔تو اس کے دل کی دنیا میں بھی سکون اور اس کے گھر کی دنیا میں بھی اور گھر کی زندگی میں بھی سکون ارگرد جہاں جہاں وہ جاتا ہے ہر طرف سکون اور سلامتی پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔اور جب آپ ﷺ نبی بنائے گئے۔ اور اس کے بعد جب آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت کو دینا شروع کیا ۔تو وہ ایک عورت ہی تھی ۔جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائی ۔اور آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کا اسلام کا ساتھ دینا ۔کتنا خوبصورت تھا۔ **وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔**

حدیث : رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں کفار کی بےہودہ باتوں پر افسردہ ہوتا۔ میرا دل بہت اداس ہوتا۔ تو مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ کہتیں۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ بھلا کوئی ایسا رسول بھی آج تک آیا ہے، جس کا لوگوں نے مذاق نہ کیا ہو۔ جس کا تمسخر نہ کیا ہو۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس طرح مجھے تسلی دیتی تھیں ،کہ آپ کی باتوں کے بعد میرا غم دور ہو جاتا تھا ۔ہر موقع اور ہر مصیبت میں آپ کی مدد کیلئے تیار ہو تیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتےہیں کہ جب میں کفار سے کوئی بات سنتا۔ اور وہ مجھ کو ناگوار معلوم ہوتی۔ تو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتاتا اور وہ میری اس طرح ڈھارس بندھاتیں کہ میرے دل کو سکون ہو جاتا تھا - کوئی رنج ایسا نہ تھا - جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا ہو

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسا اسلام لائیں تھیں۔اور کیسا ساتھ دیا۔ اور اس وقت دیا جب حالات بڑے سخت تھے ۔اور آج ہم مسلمانوں نے ایک بات بنائی ہے۔پریکٹسنگ مسلم کتنی عجیب بات ہے - مسلم ہوتا ہی وہ ہے۔ جو پریکٹس کرتا ہو، مسلم کے معنی کے اندر یہ چیز پائی جاتی ہے۔کہ وہ عطا کرنے والا ہو وہ سراپا بندگی ہو اس کی زندگی کا مقصد یہ ہےکہ بندگی کرنی ہے۔

ہائے وہ لوگ تھے کیسے وہ لوگ تھے
چھوڑ دی زندگی بندگی کے لیے

ایک تو بھی تو ہے! ایک میں بھی تو ہوں
ہائے افسوس کہ چھوڑ دی بندگی زندگی کے لیے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسی مسلمہ بنیں۔ کیسی ان کی اطاعت اور وفاداری تھی - ساری دولت رسول اللہ ﷺ کے قدموں پراسلام کے فروغ کے لیے ڈھیر کر دی -کچھ بچا کر نہ رکھا - دوسری ان کی خوبی کہ بچوں کی تعلیم و تربیت سے رسول اللہﷺ کو فارغ رکھا- کہ آپ ﷺ نبوت کا کام اچھے سے کریں-خود بچوں پر محنت کرتی تھیں- مشقت کرتی تھیں، تیسری خوبی کہ اتنا اچھا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا- خواہ وہ شعب ابی طالب میں تھے۔ یا کسی بھی موقع پر۔ **روایۃ صحیح بخاری**

حدیث قدسی : ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایاحضرت خدیجہ برتن میں کچھ لارہی ہیں -آپ ﷺ ان کو اللہ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔

اللہ کا اور جبرائیل علیہ السلام کا سلام ان کے لئے آیا۔ ان کی وفاداری تھی- رسول اللہ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ **بھی** آپ سے اتنی محبت کرتے تھے ۔عمر کا فرق پندرہ سال کا تھا ۔رسول اللہ ﷺ **کی** عمر پچیس سال تھی- اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی- اور جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں-آپﷺ نے دوسرا نکاح نہ کیا -گھر کے کام بھی بڑے اچھے کرتی تھیں بچوں کی تربیت بھی - اور دولت کو بچا کے نہ رکھا اسلام کے چھوٹے سے پودے کو جو ابھی بیج تھا -اس کو ایک تناور درخت بننا تھا- ابھی کچھ نظر نہیں آرہا تھا -پتھر تھے مصیبتیں تھی سختیوں کی بوچھاڑ تھی- اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔قرآن میں یہ آیتیں بھی ملتی ہیں **ترجمہ** جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جو بعد میں ایمان لائے -دونوں برابر نہیں ہو سکتے " - تو ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے -کہ ہم بھی اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں- اور تیسری بات کہ جو اسلام کا پیغام رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں- وہ سچا پیغام ہے -دین اسلام سچا دین ہے-اور یہ سچا دین لوگوں کو کتابیں پڑھ کر نہیں سمجھ آئے گا -وہ آپ کو دیکھ کر لوگوں کو پتہ چلے گا -کہ دین اسلام کیسا دین ہے ؟آپ اسلام کے جھنڈے ہیں ۔ جھنڈا دیکھ کر دور سے کسی کو پتہ چلتا ہے-یہ کس کا جھنڈا ہے -آپ جب چلیں پھریں -آپ کی سیرت اور کردار ایسا ہو- کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ایسے ہوتے ہیں مسلمان۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے- وعدہ پورا کرتے ہیں-اور جو بھی امانت ہے- اس میں خیانت نہیں کرتے - کردار کے بودے نہیں ہوتے۔ **وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ** آئیے ہم پھر سے ایمان لائیں- اپنے ایمان کی تجدید کریں- اور ڈکشنری میں اضافہ کرنے کی ضرورت نہ پڑے پریکٹسنگ مسلم ۔جو نئے مسلمان ہوتے ہیں -وہ آنکھوں سے پڑھتے ہیں -وہ شعوری طور پر مسلمان ہوئے۔ اور ہم ایک اسلامی گھرانے میں پیدا ہوئے -ہمارے نام اسلامی رکھے گئے -تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہماری زندگی میں جو اسلام کے طور طریقے ہیں -جو قرآن کی باتیں ہیں - ایسا نہ ہو-کہ اس کا کوئی عمل دخل نہ ہو ۔

آیت نمبر 85

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ: اس فرماں برداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہےگا.

اللہ کے نزدیک جو دین ہے۔ وہ اسلام ہے ۔اور دین اسلام کے علاوہ اگر کوئی شخص کوئی اور طریقہ چاہتا ہے ۔اپنی زندگی گزارنے کا کوئی اور رسم اور رواج چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کوہرگز قبول نہیں کرے گا دین اسلام اللہ کے نزدیک زندگی گزارنے کا بہترین دین ہے ۔اور یہ وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا۔ **الْيَوْمَ اَكمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ** اللہ تعالیٰ نے یہ دین مسلمانوں کے لئے مکمل کر دیا ۔اور اللہ تعالیٰ نے اس دین اس کو اسلام کو زندگی گزارنے کے طریقے کے لحاظ سے ہمارے لئے پسند فرمایا۔ تو پھر ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے ؟ ہم اس دین کے اوپر راضی ہو جائیں ۔اور ہم آج بھی اس بات کا اعلان کریں۔

کل جس کا اعلان کیا تھا کوہ صفا پر آقا نے
آج بھی وہ سچائی لوگو! سب سے بڑی سچائی ہے

اعلان نہیں بلکہ ہمارا عمل اس بات کی گواہی دے ۔کہ آج بھی وہ سچائی لوگو سب سے بڑی سچائی ہے اور ایسا نہ ہو کہ ہم وہ صراط مستقیم کا راستہ کھو دیں۔ اور اللہ تعالیٰ قبول ہی نہ کریں ۔اگر ہم کہتے ہیں۔ کہ معاشرت ہمیں اسلام کی نہیں چاہیے ۔ہندوؤں کی چاہیے تو اللہ قبول نہیں کریں گے۔ ہمیں بیشک ان کے طور طریقے کتنے اچھے کیوں نہ لگیں ۔ تجارت ،بزنس میں ہم سود کا طریقہ لے لیتے ہیں۔ ،اسی طرح جمہوریت میں سیاست میں طریقہ کسی اور کا لے لیتے ہیں۔ ہر حیثیت میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو اپنا اسوۂ بنانا چاہیے ۔اور آپ سوچیں کہ کسی بھی انسان کے لیے اس سے بڑھ کر خسارہ کیا ہوگا ۔ وَهُوَ فِى ٱلْأَخِرَةِ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ آخرت میں اس کا حال یہ ہوگا ۔کہ وہ ناکام و نامراد ہوگا ۔کیونکہ وہاں پر نہ کوئی کرنسی کام آئے گی۔ نہ کوئی ڈالر درہم اور دینار کام آئیں گے ۔کوئی بھی شخص وہاں پر کام نہ آئے گا ۔ اور جس چیز کے بارے میں اللہ کہہ دے کہ وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہے ۔تو پھر آپ سوچ لیں۔ کہ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ہمیں اپنے دل ناداں کو یہ بات سمجھانی چاہیے ۔کہ اگر کامیابی چاہتے ہیں۔ تو اسلام کو لے لیں۔ اگر ترقی چاہتے ہیں ۔تو اسلام کو اپنا لیں۔ اپنے سینے سے لگا لیں ۔اگر دنیا چاہتے ہیں دنیا میں حسنات اور آخرت میں حسنات چاہتے ہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس گئے۔ وہاں پر عیسائی کہتے تھے ۔انہوں نے کہا۔ کہ امیر المومنین خود آئیں۔ تو ہم دستخط کریں گے ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پھٹے پرانے پیوند لگے کپڑوں کے ساتھ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پر داخل ہوئے بیت المقدس کے پاس آپ رضی اللہ عنہ اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے ۔اور غلام اس پر سوار تھا ۔صحابہ بہت پریشان ہوئے ۔اور عیسائیوں کو پتا ہی نہ چلا ۔کہ یہ ان کے امیر المومنین ہیں ۔ صحابہ ایک بہت قیمتی یمنی گھوڑا اور بہت قیمتی عبا لے کر ٹھہرے ہوئے تھے ۔کہ آپ رضی اللہ عنہ یہ پہنیں ۔تاکہ ہماری عزت ہو۔ اب عیسائیوں سے ملاقات ہے ۔

قول: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! تم تو کچھ بھی نہیں تھے- جب تم نے اسلام قبول کیا- اللہ نے تمہیں عزت دی -اور جب تک اسلام کو تھامے رہو گے -قرآن کو تھامے رہو گے- تو الہ تمہیں عزت دے گا اور جب تم اس کو چھوڑ دو گے -تو تم ذلیل و خوار ہو جاؤ گے -

واقعہ: بنو امیہ کے دور میں ایک غیر مسلم بادشاہ تھا- رطبیل نامی- وہ خراج دیا کرتا تھا -بنو امیہ کا جب دور آیا- تو اس نے انکار کر دیا -جب لوگ اس کے پاس گئے۔کہ تم کیوں انکار کرتے ہو- ابھی بھی تم ہمارے ذمی ہو ہمیں خراج دو- تو اس نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم وہ لوگ کہا ں گئے - جو تم سے پہلے تھے- وہ کھجور کی چھال کی چھلکے پیاکرتے تھے-جن کے پیٹ پرندوں کی طرح چہرے ہوئے تھے۔ تمہارے چہروں زیادہ خوبصورت ہیں۔مگر خدا کی قسم ! وہ تم سے زیادہ وعدے کے پابند تھے- تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے -وہ لوگ کہاں گئے۔

ہم ان کے ساتھ خراج کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج اسلام پر اگر عمل نہ کیا جائے -تو دنیا میں تو خسارہ ہے ہی ۔لیکن آخرت میں بھی ایسا خسارہ کہ کچھ قبول ہی نہ کیا جائے۔ دنیا میں کبھی اولاد کام آجاتی ہے -کبھی دولت کبھی دوست کبھی رشتے دار کبھی کوئی سفارش -وہاں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر 86

بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

ترجمہ: جو بھی اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محبوب بنے گا، کیونکہ پرہیز گار لوگ اللہ کو پسند ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں-کیسے ہو سکتا ہے- کہ اللہ ان لوگوں کو ہدایت بخشے -جنہوں نے ایمان پا لینے کے بعد کفر کیا - حالانکہ وہ خود اس بات پر گواہی دے چکے ہیں -کہ یہ رسول حق ہے- اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آ چکی ہیں اب یہاں پر پھر اسی بات کو کہا گیا ہے کہ جو پہلے بھی بتائی جا چکی ہے- کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عرب کے یہودی علماء جان چکے تھے ان کی زبان تک سے یہ بات نکل چکی تھی -کہ آپ نبی برحق ہیں -اور آپ کی تعلیم جو آپ لائے ہیں- وہ وہی تعلیم ہے -جو پچھلے انبیاء لاتے رہے ہیں -پھر اس کے بعد انہوں نے محض تعصب اور ضد دشمنی کی وجہ سے ا رسول اللہ کا اور قرآن کا انکار کیا .تو یہ ان کا جرم تھا -جو انہوں نے کیا- ایسا کیسے ہو سکتا ہے -کہ اللہ ان لوگوں کو ھدایت دے -جو ایمان پا لینے کے بعد کفر کریں- حالانکہ وہ خود گواہی دے چکے- کہ یہ رسول حق ہے- اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آ چکی ہیں -اللہ تو ایسے ظالموں کو ھدایت نہیں دیا کرتا- اہل کتاب ہوں مدینہ کے یہودی ہوں یا نجران کےعیسائی ہوں یا دنیا بھرکے مسلمان اگر ایمان لانے کے بعد کفر کریں کبھی توحید پسند نہ آئے تو کبھی اسلام کی معا شرت اور سیاست کہ سیاست تو بغیر جھوٹ کے چلتی نہیں- اور جو نیک لوگ ہیں ان کو سیاست میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کو تو اللہ اللہ کرنا چاہیے تھا۔ تسبیح کے دانیں گرانے چاہیے۔ مولوی کا کام تو مسجد تک ہے۔ ہم نے دین اسلام کو مسجد اور جائے نماز تک محدود کر لیا ۔حالانکہ جب اسلامی ریاست قائم ہوئی ۔اس کے پہلے سربراہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ وہ بہترین مبلغ بہترین دائی بہترین سیاست دان بھی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک عیسائی نے کہا ۔کہ عمر تو اس قوم سے تعلق رکھتا ہے- جو کتوں کو بھی آداب سکھا دے -اور برطانیہ کے اندر جو فوجوں کا نظام

ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے کا لیاہوا ہے -تو اصل بات کیا ہے کہ کاش کہ لوگ جس چیز پر ایمان لائے ہیں -اس کا مطالعہ کریں- اور پھر ہمارے عمل اس کی گواہی دیں -کہ قرآن سچا ہے۔اللہ سچا ہے- رسول سچا ہے - دین سچا ہے - روشن نشانیاں آنے کے بعد لوگ کیسے انکار کر سکتے ہیں- لیکن ہم کیا کہتے ہیں دل نہیں چاہتا -مشکل ہے -کیا کریں مجبوری ہے - میں تو اکثر اس بات پر سوچتی ہوں -کہ کیسے کہتے ہیں- اور کتنا لمبا لیکن کہتے ہیں -کہ اسی میں جوانی گزر جاتی ہے- پھر بڑھاپا پھر موت آ جاتی ہے- کہ لیکن کرنا چاہتے ہیں- لیکن پھر ایسا اس میں وقفہ آتا ہے- کہ پھر وہ لیکن سے آگے بڑھتے ہی نہیں-

آیت نمبر87

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

ترجمہ: ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے

یہ آیات 86-87 سے پتا چلتا ہے- کہ انصار میں سے ایک مسلمان تھا -جو مرتد ہو گیا- اور مشرکوں سے جا کر مل گیا -لیکن اس کو پھر بڑی ندامت ہوئی -اور اس نے لوگوں کے ذریعے رسول اللہﷺ تک پیغام بھی پہنچایا -کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے ؟یہ آگے کی آیتیں بھی اسی پس منظر میں ہے- اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا-کہ اگر اسلام قبول کر لیا - پھر کفر کیا تو اللہ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی اس پر لعنت ہے-

آیت نمبر88-89

خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ -إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: اِسی حالت میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کی سزا میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گیا -البتہ وہ لوگ بچ جائیں گے جو اِس کے بعد توبہ کر کے اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں، اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے-

پتا چلا کہ مرتد کی سزا اگرچہ بہت سخت ہے - سب کی لعنت ہمیشگی اور سزا میں کمی بھی نہیں مہلت بھی کوئی نہیں -اللہ نے ان کو ظالم بھی کہہ دیا- یہ چار پانچ سزائیں ہیں اگرچہ یہ بہت سخت ہیں- کیونکہ اس نے حق کو پہچاننے کے بعد بغض وعناد کیا -اور اس نے حق سے انکار کیا- یعنی فخر اور غرور کے ساتھ اس نے حق کا اعراض کیا- الا یہ کہ اگر وہ توبہ کرلیں -اس کے بعد وَأَصْلَحُوا اپنی اصلاح کرلے -تو بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے- جس کی توبہ قابل قبول ہے -سزا بھی بیان کی گئی- جو مرتد کی ہے -اوریہ اس مرتد کی سزا ہے کہ وہ توبہ ہی نہ کرے توبہ سے محروم رہ جائے -کفر پر اس کا انتقال ہو جائے- اللہ رب العزت توبہ کی طرف متوجہ فرماتے ہیں- یہ آیات ہمیں بتا رہی ہیں -انسان ہونے کے ناطے جب غلطی ہو جائے- تو پھر انسان کو توبہ کرنی چاہیے- توبہ کیا ہے؟ انسان گناہوں سے نیکیوں کی طرف لوٹ آئے-

سورة التحريم 8

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

نصوح، عربی زبان میں معنی ' خلوص اور خیرخواہی کے ہیں۔ خالص شہد کو بھی کہتے ہیں۔ اصل میں ایسا شہد جو موم اور دوسری الأئشوں سے پاک کر دیا گیا ہو -یعنی جس میں شہد کی مکھی کی ٹانگیں بھی نہ ہوں۔ نہ پر ہوں۔نہ کوئی موم ہو۔اسی سے **توبۃالنصوح** ہے۔ کپڑے کو سی دینا۔ جبکہ وہ پھٹ جائے ۔تو اس کو بھی **توبۃالنصوح** کہتے ہیں۔ ایسی خالص توبہ کہ جو گناہ کیے تھے - ان سے پلٹ آئے-ایسی توبہ جس میں نہ ریا ہو- نہ نفاق ہو۔بد عملی سے جو سوراخ پیدا کیا تھا۔ توبہ کرےاصلاح کرے۔جیسے ایک پھٹے کپڑے کو سی دیا جاتا ہے۔ ایک کہیں کسی عمارت میں گڑھا پیدا ہو جائے ۔پھر اس کو بھر لیا جاتا ہے ۔ اس کو توبہ کہتے ہیں -غیبت ہے تو غیبت کر رہے ہیں ساتھ ساتھ کہتے جاتے ہیں- توبہ میری توبہ -گویا بات شروع کرنے سے پہلے اجازت لے لی۔ لیکن ساتھ ہی اللہ معاف کرے پھر جھوٹ بولنا شروع کر دیا- تو اس کو توبہ نہیں کہتے -

مفہوم حدیث: رسول اللہ ﷺ **نے** فرمایا- مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے جس شخص نے بھی توبہ کر لی- اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا - اس کا مطلب ہے -کہ اپنی اصلاح کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے -کیونکہ جب دیر کریں گے- تو ہوسکتا ہے- کہ زندگی وفا نہ کرے-

حدیث : ایک دفعہ رسول اللہﷺ **نے** فرمایا -کہ آدم کے بیٹے کے پاس اگر سونے کی ایک وادی ہو-تو وہ خواہش کرے گا -کہ ایک وادی اور ہو -اور انسان کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے -اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر توجہ فرماتا ہے- جب توبہ کریں- **روایۃ امام مسلم**

حدیث : رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث تو بہت ڈراتی ہے- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور جب میں حاضر ہوا- اور پوچھا-کہ نجات حاصل کرنے کا کیا علاج کیا ہے؟ آپﷺ نے فرمایا -اپنی زبان پر قابو رکھ اور چاہیے۔ کہ تیرے گھر میں تیرے لیے گنجائش ہو اور اپنے گناہوں پر رویا کر-

انسان اپنے گناہوں پر روئے -اور انسان وہ گناہ کرے ہی کیوں -کہ جس پر رونا پڑے -

حدیث : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا- مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے -گویا وہ کسی پہاڑ کے نیچے ہے- اور ڈرتا ہے- کہ یہ پہاڑ اس پر آ گرے گا -اور بدکار اپنے گناہوں کو ایسا دیکھتا ہے- گویا اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہو -کہ یوں اشارہ کیا -اور وہ اڑ گئی -

اس کو کوئی احساس ہی نہیں ہوتا - ایک متقی دل کی صحیح کیفیت بتائ ہے- کہ جب اس سے گناہ ہوتا ہے- تو اتنا لرزتا ہے- اتنا کانپتا ہے- کہ پہاڑ ہے جو اس کے اوپر گر گیا-ندامت کا طوفان ہے- اس کے اندر ندامتوں کے پہاڑ جو اس کے اوپر گر گئے ہیں- چکنا چور ہو جاتا ہے-اور جو منافق ہوتا ہے- اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی -کیا کر رہا ہے -کس طرح کر رہا ہے -کیوں کر رہا ہے-اب یہاں پر آپ اگر غور کریں تو یہاں پر بھی ہمیں توبہ کے لئے تین چیزیں پتا چلتی ہیں- پہلی چیز توبہ کرنا پلٹ آنا ۔دوسری بات اصلاح کرنا اپنے رویوں کو تبدیل کرنا۔ اور اگر رویے نہیں تبدیل کیے- تو پھر کیا ہے؟

حدیث : ایک دفعہ رسول اللہ نے فرمایا -جب بندہ بدکاری کرتا ہے- تو وہ مومن نہیں ہوتا -جب وہ چوری کرتا ہے- تو وہ مومن نہیں ہوتا- جب وہ شراب پیتا ہے- تو وہ مومن نہیں ہوتا- اور جب وہ کسی کو قتل کرتا ہے- تو مومن نہیں ہوتا-

مفہوم حدیث: حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا -کہ ایمان کیوں چلا جاتا ہے؟آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر پھر نکالا- پھر فرمایا- اگر وہ شخص توبہ کر لے- تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہےپھر اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا - **بخاری کی روایت**

ہے-یعنی انسان جب گناہ کرتا ہے- تو اصلاح ضروری ہے -ہمیں بھی اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے- کہ جو لوگ توبہ کریں گے -اس کے بعد اپنی اصلاح کریں گے -تو اللہ رحم کرنے والا ہے -وہ بڑا رحیم ہے اللہ تعالیٰ کی بخشش کی چادر بڑی وسیع ہے-

آیت نمبر 90

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ

ترجمہ: یقین رکھو، جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی اُن میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے تو اُسے قبول نہ کیا جائے گا ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور و ہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے-

ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی-یہ تو پکے گمراہ ہیں-کہ ایمان لائے- پھر کفر کیا- جو لوگ ایمان لائے -پھر ان کو اسلام کے راستے سے روکنے کی کوشش کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا -شبہات پیدا کیے -بدگمانیاں پھیلائیں- دلوں میں وسو سے ڈالیے- بدترین سازشیں تیار کیں-

حدیث : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ "

ترجمہ :اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے -جب تک اسے موت کا اچھو نہ لگے-

موت کی غرغرے کی کیفیت طاری نہ ہو غرغرے کی کیفیت آخری سانسیں !جو انسان کھینچ کھینچ کر لیتا ہے --یعنی جان نکلنے کا وقت تو جان نکلتے وقت کی توبہ قبول نہیں ہے -کیوں کہتے ہیں ؟-کہ اس وقت اس کا دنیا سے رشتہ کٹ جاتا ہے-اور آخرت سے جڑ جاتا ہے - موت کے وقت فرشتہ نظر آرہا ہوتا ہے- توبہ اس وقت قابل قبول ہے -جب وہ زندگی میں تھا -دنیا میں تھا- جب مر رہا ہے- اب اللہ کے پاس جا رہا ہے- تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہے-

سورة النساء 18

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہیں کر تے جو برائی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک کو موت آنے لگتی ہے

تو کہتے ہیں میری توبہ **قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ** کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ (اوراللہ مرنے والوں کی توبہ قبول نہیں کرتا)۔ فرعون جب ڈوبنے لگا -تو فرعون نے کہا کہ میں ربّ موسیٰ اور ہارون علیہم السلام پر ایمان لاتا ہوں- فرمایا اللہ ڈوبنے والوں کی توبہ قبول نہیں کرتا- توبہ تو ہے ہی اس وقت جب تک انسان دنیا میں ہے۔ عمل کے میدان میں ہے۔ اور اب جب عمل کا میدان کا وقت ہی ختم ہو گیا۔ تو اب اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی ہے ۔تو اس سے ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے -کہ ہم زندگی کے میدان میں عمل کے میدان میں ہیں- اور ہمیں اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنی چاہئے -

واقعہ : شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص آیا اور کہنے لگا- کہ "حضرت میں نے ساری زندگی گناہوں میں گزاری ہے- کیا اب میری بھی کوئی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ موت سے پہلے توبہ کر لینا -اس میں دیر نہیں ہے- ابھی تم کر سکتے ہو- کہ ابھی تم پر موت نہیں آئی- اب توبہ کرو تو اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا " -

واقعہ : شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے آکر کہا- کہ حضرت مجھے کوئی نصیحت کریں-کہ میرے دل پر اچھا اثر ہو- تو انہوں نے اس سے پوچھ- کہ کیا تمہارا باپ زندہ ہے ۔کہا کہ وہ مر چکا ہے -کہا کہ کیا تجھے اس کے بعد بھی کسی نصیحت کی ضرورت ہے؟

یعنی تیرے گھر میں تیرا پیارا رشتہ تیرا باپ تجھ سے جدا ہوا -اور ماں باپ کو جب انسان مٹی کے نیچے ڈال کر آتا ہے۔ تو سوچیں صبح ہو کہ شام دن ہو کے رات بہت سے اوقات میں ماں باپ کی یاد آتی ہے -تو کیا تجھے اس کے بعد بھی نصیحت کی ضرورت ہے- تو یہ جو بڑھاپا ہے یہ بالوں کی سفیدی ہے۔ نواسے اور پوتوں کا آنا ،یہ زندگی کا گزرنا یہ ساری موت کے مختلف پیغام ہیں۔ جو ہمیں مل رہے ہیں۔ کہ اب تمہارے چل چلاؤ کے دن ہیں۔، اب دن تمہارے تھوڑے رہ گئے- تم کچھ کر لو-

آیت نمبر 91

انَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِۦٓ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ

ترجمہ: یقین رکھو، جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دی اُن میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر بھی سونا فدیہ میں دے تو اُسے قبول نہ کیا جائے گا ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے اور و ہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

یہ آیت کتنی سخت ہے ۔کہ وہ لوگ جو اسلام قبول ہی نہیں کرتے-یا قبول کر کے کفر میں جان دیتے ہیں۔ ایسے لوگ کفر میں کافر ہونے کی حالت میں جب مرتے ہیں -اور جب اللہ کے پاس جائیں گے -تو اپنے آپ کو سزا سے بچانے کیلئے زمین بھر سونا بھی فدیہ میں دے دیں تو قبول نہ کیا جائےگا۔**فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا**

مفہوم حدیث: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک جہنمی سے فرمائے گا ۔اگر تیرے پاس دنیا بھر کا سامان ہو۔ تو کیا تو اسے عذاب جہنم کے بدلےدینا پسند کرے گا۔ وہ کہے گا ہاں ۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا ۔میں نے دنیا میں تو اس سے کہیں زیادہ آسان بات کا مطالبہ کیا تھا ۔کہ میرے ساتھ شرک نہ کرنا ۔مگر تو شرک سے باز نہیں آیا ۔ **روایۃ مسند احمد بخاری**

اس وقت انسان کے صرف اعمال اس کے کام آئیں گے ۔جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے۔ کوئی کرنسی کوئی دولت کوئی فیکٹری کوئی جاگیرداری کوئی زمین کچھ بھی کام نہیں آئے گی۔ نہ کوئی قرابتداری نہ کوئی سفارش کام آئے گی۔

مفہوم حدیث: حضرت عبداللہ بن جدعان رضی اللہ عنہ بہت نیک شخص تھے ۔ایک دفعہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ **سے** پوچھا ۔کہ اے اللہ کے نبی ﷺ عبداللہ بن جدعان ، وہ مہمانوں کو کھانا کھلاتے تھے۔بڑی مہمان نوازی کرتے تھے ۔اور اس کے ساتھ وہ قیدیوں کو چھڑایا کرتے تھے۔ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے ۔تو پوچھا۔ کہ اللہ کے نبی ﷺ کیا اس کے یہ اعمال اس کو قیامت کے دن نفع دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ **نے** فرمایا نہیں۔کیونکہ اس نے ایک دن بھی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں مانگی ۔یہ نہیں کہا۔ کہ اے میرے رب قیامت کے دن میرے گناہوں کو معاف کر دینا ۔**روایۃ صحیح مسلم** ۔

اس کا کیا مطلب ہے ۔کہ انسان کا ایمان اور عمل صالح ہونا ضروری ہیں ۔ایمان ہے عمل صالح نہیں ہیں۔ تو بھی بربادی ہے ۔عمل صالح ہیں اور ایمان نہیں ہے تو بھی بربادی ہے ۔اور تیسری بات انسان ہونے کے ناطے انسان سے زندگی میں جو غلطیاں ہو جائیں۔جو گناہ ہو جائیں ،تو اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ خود یہ بات قرآن میں بھی فرماتےہیں۔

وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ سورۃ البقرہ 123 ۔

ترجمہ: اس دن کوئی معاوضہ بھی قبول نہیں ہوگا۔نہ کوئی سفارش فائدہ دے گی ۔

سورۃ ابراہیم 31

لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ

ترجمہ:وہاں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی۔ نہ کوئی دوستی کام آئے گی۔

تو جب کچھ بھی نہیں ہوگا ۔تو پھر کرنا کیا چاہئے۔ انسان کو اپنے اعمال کو درست کرنا چاہئے۔ اچھے اعمال کریں ۔اس کے ساتھ ساتھ توبہ کریں ۔تاکہ اللہ تعالی ہمارےگناہوں کو معاف کر دے ۔کیونکہ وہاں پر کوئی مددگار نہیں اور وہاں پر سخت عذاب ہے۔ تو ہمیں اس بات سے ڈرنا چاہئے۔ ہم صحیح بندگی کریں ۔ اور اللہ تعالی کو اپنا رب بنا لیں۔ تو یہ جو بھی آج ہم نے آیات پڑھی ہیں۔ ان آیات سے ہمیں جو پیغام ملتا ہے ۔کہ ایک طرف تو یہ کہ یہودیوں نصاری کی طرح انکار اور کٹ حجتیاں نہ کیا کریں۔ دوسری بات کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ۔اور ان کا ساتھ دینا ۔پھر تیسری بات کہ دین اسلام کو اپنا دین بنانا چاہئے۔ دین اسلام پر عمل کرنا چاہئے۔ اور زندگی کے ہر گوشے میں، ہر روپ میں، ہر

مرحلے میں ،جوانی ہو یا بڑھاپہ مشکل ہو یا آسانی کا ،بیماری ہو یا صحت دین اسلام ہمارا دین ہے -اور اس کے ساتھ ہی جو بات ہمیں پتا چلتی ہے -وہ یہ ہے -کہ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد پھر نیک اعمال اور اصول سے انکار نہیں کرنا چاہئے- اور اگر کبھی زندگی میں کوئی کمی بیشی ہو گئی ہے- تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگنی چاہئے-

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ، نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ